سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2019

جمعتہ المبارک،11۔جنوری2019
(یوم الجمع،4۔جمادی الاوّل1440ھ)

سترہویں اسمبلی: چھٹا اجلاس

جلد6 : شمارہ5

347

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 11۔جنوری 2019

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، ٹرانسپورٹ اور زکوٰۃ وعشر)

سرکاری کارروائی

عام بحث

راولپنڈی، ملتان، گوجرانوالہ اور فیصل آباد کی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی سالانہ رپورٹوں برائے سال 13-2012 پر بحث

ایک وزیر راولپنڈی، ملتان، گوجرانوالہ اور فیصل آباد کی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی سالانہ رپورٹوں برائے سال 13-2012 پر بحث کی تحریک پیش کریں گے۔

349

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

جمعتہ المبارک، 11۔ جنوری 2019

(یوم الجمع،4۔ جمادی الاوّل 1440ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر ز لاہور میں صبح 11 بج کر 11 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار دوست محمد مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَن كَانَ يَرۡجُواْ ٱللَّهَ وَٱلۡيَوۡمَ ٱلۡأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرٗا ۲۱
وَلَمَّا رَءَا ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ٱلۡأَحۡزَابَ قَالُواْ هَٰذَا مَا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ
وَصَدَقَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥۚ وَمَا زَادَهُمۡ إِلَّآ إِيمَٰنٗا وَتَسۡلِيمٗا ۲۲
مِّنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ رِجَالٞ صَدَقُواْ مَا عَٰهَدُواْ ٱللَّهَ عَلَيۡهِۖ فَمِنۡهُم مَّن
قَضَىٰ نَحۡبَهُۥ وَمِنۡهُم مَّن يَنتَظِرُۖ وَمَا بَدَّلُواْ تَبۡدِيلٗا ۲۳ لِّيَجۡزِيَ
ٱللَّهُ ٱلصَّٰدِقِينَ بِصِدۡقِهِمۡ وَيُعَذِّبَ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ إِن شَآءَ أَوۡ
يَتُوبَ عَلَيۡهِمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ۲۴

سورۃ الاٴحزاب آیات 21 تا24

تم کو رسول اللہ کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو (21) اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا۔ اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی (22) مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا (23) تاکہ اللہ سچّوں کو اُن کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے اور (چاہے) تو اُن پر مہربانی کرے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (24)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اکو ای حیاتی دا معیار ہونا چاہی دا
اللہ دے حبیبؐ نال پیار ہونا چاہی دا
حضرت صدیقؓ نے اے دسیا اے دوستو
سب کجھ سوہنےؐ توں نثار ہونا چاہی دا
حسنؓ حسینؓ توں جند جان وار کے
علیؓ دے غلاماں چہ شمار ہونا چاہی دا
آقاؐ جدوں یاد کرو اپنے غلاماں نوں
ساڈا وی غلاماں چہ شمار ہونا چاہی دا

سوالات

(محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، ٹرانسپورٹ اور زکوٰۃ و عُشر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، ٹرانسپورٹ اور زکوٰۃ و عُشر سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری سے واک آوٹ کر گئے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پریس گیلری کے صحافی حضرات واک آوٹ کر گئے ہیں۔ حکومت کی میڈیا پالیسی کے حوالے سے انہیں کچھ تحفظات ہیں۔میڈیا کو کنٹرول کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور ان کی downsizing کی جا رہی ہے جس پر وہ احتجاج کرتے ہوئے پریس گیلری سے واک آوٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ صحافی حضرات کو پریس گیلری میں واپس لانے کے لئے کسی وزیر صاحب کو بھجوائیں۔علاوہ ازیں ہم حزب اختلاف کے ممبران میڈیا کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے ٹوکن واک آوٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آوٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں چودھری ظہیر الدین اور سردار حسنین بہادر سے کہوں گا کہ وہ تشریف لے جائیں اور صحافی حضرات کو منا کر واپس لائیں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن / ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جاتا ہوں لیکن جانے سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ میڈیا والے حضرات کا احتجاج حکومت کے خلاف بالکل نہیں ہے۔جیو نیٹ ورک نے downsizing کرتے

ہوئے ہزاروں لوگوں کو بے روزگار کر دیا ہے، ملازمین کو تنخواہیں نہیں دی جا رہیں اور اسی وجہ سے صحافی حضرات نے احتجاج کرتے ہوئے واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری ظہیر الدین! آپ مہربانی کر کے تشریف لے جائیں اور اپنے ساتھ سردار حسنین بہادر کو بھی لے جائیں۔ آج کا پہلا سوال محترمہ مسرت جمشید کا ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر پبلک پراسیکیوشن چودھری ظہیر الدین اور
وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ سردار حسنین بہادر صحافی حضرات
کو پریس گیلری میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

محترمہ مسرت جمشید: جناب سپیکر! سوال نمبر 154 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے غیر ملکی دوروں پر اخراجات سے متعلقہ تفصیلات

***154: محترمہ مسرت جمشید:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ نے جون 2013 تا مئی 2018 کتنے غیر ملکی دورے کئے؟

(ب) ہر غیر ملکی دورے کا دورانیہ کیا تھا اور اس میں کتنے افراد شریک تھے؟

(ج) ہر غیر ملکی دورے پر کتنا خرچ آیا علیحدہ علیحدہ مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے جون 2013 تا مئی 2018 کے دوران 40 بیرون ممالک کے دورے کئے۔

(ب) مذکورہ افراد کی تفصیل اور دورے کے دورانیہ کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) سابق وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے بیرون ملک دوروں پر اخراجات اپنی ذاتی جیب سے ادا کئے۔ تاہم وزیر اعلیٰ کے ہمراہ جانے والے سرکاری افسران کے اخراجات حکومت پنجاب کے TA/DA Rules کی روشنی میں ادا کئے گئے تھے۔ اخراجات کی تفصیلات محکمہ انتظامی امور و عمومی انتظامات سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ مسرت جمشید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اور خادم اعلیٰ کے ساتھ بیرون ممالک visit پر جو سرکاری افسران جاتے تھے وہ اب کس کس عہدے پر تعینات ہیں۔ مجھے ان افسران کی فہرست مہیا کی جائے کہ اب وہ کس کس محکمہ میں تعینات ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے ہر بیرون ملک visit میں جو افسران ان کے ساتھ جاتے تھے ان کی فہرست میرے پاس موجود ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے جون 2013 تا مئی 2018 کے دوران 40 بیرون ممالک کے دورے کئے تھے اور جن افسران نے ان کو accompany کیا تھا ان کی تعداد تقریباً اڑھائی، تین سو کے قریب ہے۔ میں اس فہرست کی کاپی محترمہ مسرت جمشید کو دے دوں گا۔

محترمہ مسرت جمشید: جناب سپیکر! سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے ساتھ بیرون ممالک visit پر پرائیویٹ سیکٹر کے جو لوگ جاتے تھے ان کے لئے معیار کیا تھا کیونکہ انہیں سرکاری دورے کے دوران ساری مراعات مہیا کی جاتی تھیں اور کیا پرائیویٹ افراد سرکاری دورے پر جاسکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! by and large سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے بیرون ممالک visit پر ان کے ساتھ پرائیویٹ لوگ بھی جاتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مثال کے طور پر اگر سابق وزیر اعلیٰ کا visit چائنا کے لئے ہوتا تھا، وہ وہاں انرجی پراجیکٹس سے متعلق کسی MOU پر دستخط کرنے یا negotiation کرنے کے لئے گئے تو اس سیکٹر سے متعلقہ لوگ بھی ان کے ساتھ visit کرتے تھے۔ متعلقہ محکمہ نے مجھے جو معلومات مہیا کی ہیں ان کے مطابق سابق وزیر اعلیٰ بیرون ملک دورے پر ہونے والے اخراجات خود ادا کرتے تھے البتہ ان کے ساتھ جانے والے محکمہ کے افسران کو سرکاری فارمولا کے مطابق TA/DA ادا کیا جاتا تھا۔ اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے اگر کوئی دیگر پرائیویٹ لوگ سابق وزیر اعلیٰ کے ساتھ بیرون ملک visit پر جاتے تھے تو by and large وہ اپنے اخراجات خود ادا کرتے تھے۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے کل چالیس بیرون ممالک کے visit کئے تھے اور بعض جگہوں پر ان کی فیملی نے بھی ان کے ساتھ travel کیا تھا لیکن فیملی ممبران نے اپنے اخراجات خود برداشت کئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 36 جناب نصیر احمد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی کا ہے۔ جی، چودھری صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران حزب اختلاف کو واپس تشریف لانے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 97 ہے لیکن اس وقت متعلقہ وزیر ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس سوال کو pending کر لیتے ہیں۔ اگلا سوال بھی چودھری اشرف علی کا ہے۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 111 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ زکوٰۃ و عُشر کا گزارہ الاؤنس دینے سے متعلقہ تفصیلات

***111: چودھری اشرف علی:** کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زکوٰۃ و عُشر نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں سے گزارہ الاؤنس حاصل کرنے والے مستحقین کی تعداد 10 سے کم کر کے 3 کر دی گئی ہے؟

(ب) مستحقین کی تعداد میں کمی کرنے کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت مستحقین کی تعداد میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) مستحقین کی تعداد کا انحصار زکوٰۃ فنڈز کی دستیابی پر ہوتا ہے پنجاب زکوٰۃ و عُشر کونسل کی منظوری کے بعد تمام اضلاع کو زکوٰۃ فنڈز بشمول گزارہ الاؤنس آبادی کی بنیاد پر جاری کئے جاتے ہیں۔ سال 15-2014 کے دوران صوبائی زکوٰۃ کونسل کی منظوری سے مستحقین کے لئے گزارہ الاؤنس کی شرح 500 روپے سے بڑھا کر 1000 روپے ماہانہ کی گئی جس کی وجہ سے مستحقین کی تعداد میں قدرے کمی ہوئی ہے۔

(ب) جز (الف) میں جواب دیا جا چکا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ مستحقین کی تعداد کا انحصار زکوٰۃ فنڈز کی دستیابی پر ہوتا ہے اگر مرکزی حکومت کی طرف سے صوبہ پنجاب کو زیادہ فنڈز موصول ہوئے تو زکوٰۃ فنڈز سے استفادہ کنندگان کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زکوٰۃ و عُشر نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں سے گزارہ الاؤنس حاصل کرنے والے مستحقین کی تعداد دس سے کم کر کے تین کر دی گئی ہے؟ محکمہ نے اپنے جواب میں اس سے agree کیا ہے کہ واقعی مستحقین کی تعداد میں قدرے کمی کر دی گئی ہے۔ زکوٰۃ مستحق لوگ لیتے ہیں، ان کا کوئی اور ذریعہ معاش نہیں ہوتا اور انہوں نے انہی پیسوں پر گزر بسر کرنا ہوتا ہے۔ حکومت وقت کی

ذمہ داری ہے کہ پسے ہوئے طبقہ کے لئے روزگار کا اہتمام کرے۔ کیا موجودہ حکومت کوئی ایسے اقدامات اُٹھا رہی ہے کہ مستحقین کی تعداد پھر سے 10 کر دی جائے؟ آبادی میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے اور میرے خیال میں یہ تعداد مزید بڑھنی چاہئے۔ کیا حکومت کوئی ایسے اقدامات اُٹھا رہی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ پچھلے دس سالوں میں مستحقین کی تعداد کو کم کرکے تین کر دیا گیا اور اکثر اضلاع میں ان تین افراد کو بھی زکوٰۃ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! میں نے ضلع اٹک، ساہیوال اور ملتان کا visit کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فنڈز کا بہت زیادہ misuse ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم زکوٰۃ کی تقسیم کے نظام میں بہتری لائیں گے اور اب اصل مستحقین کو زکوٰۃ تقسیم ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جہاں پر زکوٰۃ فنڈز کا misuse ہوا ہے اس کا آڈٹ کروائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! ہم اس کا آڈٹ کروا رہے ہیں۔ میں نے اسی وجہ سے دو لوگوں کو suspend کیا ہے اور تین لوگوں کو show cause notices جاری کئے گئے ہیں۔ میں نے جس ضلع کا visit کیا وہاں پر مجھے پتا چلا کہ زکوٰۃ فنڈز کا misuse ہوا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے بڑے دُکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ اضلاع کے ڈسٹرکٹ چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی نے اس فنڈ کا بہت غلط استعمال کیا ہے حالانکہ زکوٰۃ کو سیاسی بنیادوں پر استعمال نہیں ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس حوالے سے کوئی شفاف پالیسی بنائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! ہم ایک شفاف پالیسی بنا رہے ہیں، انشاءاللہ تعالیٰ اب زکوٰۃ فنڈز کا misuse نہیں ہو گا اور زکوٰۃ مستحق لوگوں کو ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اچھی بات ہے۔جی، چودھری مظہر اقبال! آپ بھی کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! زیادہ تر بنکوں کے accounts سے زکوٰۃ کی کٹوتی ہوتی ہے۔اٹھارہویں ترمیم کے بعد محکمہ زکوٰۃ صوبائی دائرہ اختیار میں آ گیا ہے۔کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ زکوٰۃ کم ہونے کی وجہ بظاہر یہی ہے کہ لوگوں کا حکومت پر اعتماد نہیں؟ وہ زکوٰۃ کی کٹوتی سے پہلے اپنے accounts سے سارے پیسے نکلوا لیتے ہیں اور جیسے ہی کٹوتی کی تاریخ گزرتی ہے تو وہ لوگ اپنی رقوم واپس اپنے accounts میں جمع کروا دیتے ہیں۔لوگوں کا حکومت پر lack of confidence ہے حالانکہ ہمارا ملک charity کے حوالے سے بہت آگے ہے۔ہم لوگ NGOs اور پرائیویٹ اداروں کو بے تحاشا زکوٰۃ کے پیسے دیتے ہیں لیکن بدقسمتی سے لوگوں کا حکومت پر بالکل اعتماد نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف اور محکمہ زکوٰۃ و عُشر ہماری عوام میں یہ شعور اُجاگر کرنے کے لئے کوئی اقدامات اُٹھا رہے ہیں کہ حکومت زکوٰۃ فنڈز کی تقسیم کے حوالے سے بہت اچھی پالیسی بنا رہی ہے اور بہتر steps لے رہی ہے؟ کیا حکومت اس بارے میں کوئی شفاف طریق کار وضع کرے گی کہ جس سے ہماری زکوٰۃ funding میں اضافہ ہو سکے اور ہم زیادہ لوگوں کو اس دائرہ اختیار میں لا سکیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ و عُشر!

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ جو لوگ زکوٰۃ دیتے تھے اُن کا حکومت سے اعتماد اُٹھ گیا ہے۔میں نے ساہیوال، ملتان، راولپنڈی اور بھی بہت سارے اضلاع میں چیک کیا ہے چونکہ زکوٰۃ کے پیسے کا صحیح استعمال نہیں ہو رہا تھا اس لئے لوگ زکوٰۃ نہیں دے رہے تھے۔اب ہم یہ advertisement کر رہے ہیں کہ اب جو حکومت آئی ہے وہ صحیح مستحقین تک پیسا پہنچائے گی اور اب ہم biometric پر آئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب! زکوٰۃ کی transparent policy ہونی چاہئے۔

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! انشاء اللہ۔ میں اپنے معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پورا data website پر دے رہے ہیں کہ اب زکوٰۃ ذاتی ملازمین کو نہیں دی جائے گی۔ پنجاب کا ہر شخص چیک کر سکے گا کہ زکوٰۃ صحیح مستحقین تک جا رہی ہے یا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صاحب! اس کے لئے آپ کوئی نادرا کے ساتھ agreement کرنے جا رہے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! جس طریقے سے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام چل رہا ہے اسی طرح ہم Telenor کے ذریعے مستحقین کو زکوٰۃ دینے جا رہے ہیں اور اس کا database بھی بنا رہے ہیں۔ مزید جیسے آپ نے پوچھا ہم نادرا سے بھی facilitation لینے جا رہے ہیں۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے ذہن میں کوئی ایسے اقدامات ہیں جو اُٹھانے سے لوگوں کا حکومت پر اعتماد بحال ہو سکے؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وزیر موصوف بھی سابقہ حکومت کا حصہ تھے اور چیئرمین زکوٰۃ و عُشر کی تقرری میں ان کا بھی بڑا کردار رہا ہے تو ہر چیز کو سابقہ حکومت پر ڈال دینا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں بڑی سنجیدگی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی زکوٰۃ کمیٹیاں بنتی ہیں اُن میں ساری سیاسی تقرریاں ہوتی ہیں حالانکہ زکوٰۃ کی کمیٹیوں میں لوگوں کی تقرری transparent ہونی چاہئے اور یہ ٹی وی پر مذاکرات کریں کہ زکوٰۃ کی کٹوتی اور تقسیم کے حوالے سے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے تاکہ لوگوں کا حکومت پر اعتماد بحال ہو اور وہ شوق سے زکوٰۃ کے پیسے کٹوائیں ورنہ یہ سارا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور مستحقین کی اُمید بالکل ختم ہو جائے گی لہٰذا میرے خیال میں اس پر بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! وزیر موصوف میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں پچھلے پانچ سال یہ ہمارے ساتھ تھے اور انہی کی سفارش سے پچھلے پانچ سال چیئرمین زکوٰۃ و عُشر بہاولنگر لگا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ و عُشر!

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! پچھلے پانچ سال جو شخص بہاولنگر کا چیئرمین زکوٰۃ و عُشر لگا رہا ہے وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا عہدے دار تھا اور اسی طرح پورے پنجاب میں بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے عہدیداران کو چیئرمین لگایا گیا اور اسی شرمندگی کی وجہ سے میں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ٹکٹ نہیں لیا اور آزاد الیکشن لڑ کر اس ہاؤس میں آیا ہوں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کو یہ جرأت ہی نہیں ہوئی کہ وہ میرے مقابلے میں اپنا کوئی امیدوار لے کر آتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ وزیر موصوف خود کتنی زکوٰۃ دیتے ہیں؟ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ و عُشر!

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! یہ طنزیہ بات نہیں ہے اور نہ ہی اس پر ہنسنا مناسب ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے لوگوں کے علاوہ ہر مسلمان پر زکوٰۃ اور عُشر فرض ہے۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں یہ میرے حلقے میں جائیں اور میرا ریکارڈ نکال کر چیک کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی بات سمجھ نہیں سکا کیا بنک اکاؤنٹ سے زکوٰۃ کٹواتے ہیں یا ذاتی طور پر زکوٰۃ دیتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ و عُشر!

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! میں agriculturist ہوں۔ زراعت پر جو عُشر بنتا ہے الحمدللہ مجھے فخر ہے کہ میرا باپ بھی عُشر دیتا تھا اور میں بھی عُشر دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا یہاں شرعی طور پر کوئی ایسی پالیسی بن سکتی ہے کہ کرپشن کے پیسے یا پاکستان سے جو money laundering ہو رہی ہے اس پر بھی زکوٰۃ کی کٹوتی ہو؟ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 307 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: میٹرو بس پراجیکٹ کی لاگت اور سبسڈی سے متعلقہ تفصیلات

***307: محترمہ عظمیٰ کاردار:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میٹرو بس پراجیکٹ لاہور کب اور کس کی approval سے شروع ہوا؟

(ب) اس کا ٹینڈر کن قواعد وضوابط کے مطابق کیا گیا؟

(ج) اس منصوبہ پر کل کتنی لاگت آئی؟

(د) کتنی بسیں اور کتنا سٹاف ہے؟

(ہ) اس کے running expenses کیا ہیں؟

(و) اس منصوبہ پر ہر سال کتنی سبسڈی دی جارہی ہے؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن / ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں میٹرو بس سروس کا آغاز 10۔ فروری 2013 میں ہوا۔ لاہور میٹرو بس پراجیکٹ، لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی ہدایات کے تحت 27۔ فروری 2012 میں شروع کیا گیا۔ مذکورہ پراجیکٹ ڈیپارٹمنٹ (حکومت پنجاب) کی approval سے سال 2012 میں شروع کیا گیا۔

(ب) لاہور میٹرو بس سروس کے تعمیراتی کام کی ذمہ داری TEPA-LDA کے سپرد تھی اس کا ٹینڈر PPRA قوانین کے تحت کیا گیا۔

(ج) جہاں تک TEPA کا تعلق ہے اس منصوبہ پر مبلغ 29424.742 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(د) پنجاب ماس ٹرانزٹ اتھارٹی نے لاہور میٹرو بس سروس کے لئے کوئی بس خرید نہ کی۔ اس وقت اس پراجیکٹ پر کل 64 بسیں چلائی جارہی ہیں جو کہ M/S Platform Turizm Tasimacilik Gida Insaat Temizlik Hizimetleri,

Sanayi, Ve Ticaret A.S. کی ملکیت ہیں۔ بسوں کی پروکیورمنٹ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ ٹینڈرPPRA Rule 2009 کے مطابق کی۔

(ہ) مالی سال 18-2017 کے لاہور میٹروبس سروس کےRunning Expenses 3.2۔ارب روپے ہیں۔

(و) اس منصوبہ کو چلانے کی مد میں مالی سال18-2017 میں حکومت پنجاب نے 2.26۔ارب روپے سبسڈی ادا کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا یہ سوال میٹرو بس پراجیکٹ کے متعلق تھا۔ میں نے جز(ب) میں پوچھا تھا کہ میٹروبس کا ٹینڈر کن قواعد وضوابط کے مطابق کیا گیا ہے جس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ لاہور میٹروبس سروس کے تعمیراتی کام کی ذمہ داری ٹیپا(ایل ڈی اے) کے سپرد تھی اور اس کا ٹینڈرPPRA قوانین کے تحت کیا گیا۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ 2013 میں ایل ڈی اے پلازا میں آگ لگ گئی تھی اور اُن کا بہت سارا ریکارڈ جل گیا تھا تو انہوں نے یہاں پر جوfigures دیئے ہیں تو انہوں نے یہ ریکارڈ کہاں سے لیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور/ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! محترمہ کے سوال کوpending فرمالیں کیونکہ وزیر ٹرانسپورٹ(چودھری ظہیرالدین) کو آپ نے ہاؤس سے باہر بھیجا ہوا ہے وہ واپس تشریف لے آئیں گے تو محترمہ کے ضمنی سوال کا جواب دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس سوال نمبر307 کو تھوڑی دیر کے لئےpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شاہدہ احمد کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ شاہدہ احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر519 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں PVTC کی تعداد اور کورسز سے متعلقہ تفصیلات

*519: **محترمہ شاہدہ احمد:** کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں 2018 تک کتنے پبلک ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز (PVTC) بنائے گئے ہیں؟

(ب) PVTC کے اداروں کو رقم کہاں سے ملتی ہے؟

(ج) ٹیوٹا کے ماتحت اداروں میں اور PVTC کے اداروں میں کیا فرق ہے اگر فرق نہ ہے تو اتنے اقسام کے اداروں کے قیام کا کیا فائدہ ہے؟

(د) دونوں اداروں کے ٹریننگ سنٹرز کے کورسز میں کوئی فرق ہے اگر کورسز ایک جیسے ہیں تو کیا حکومت آئندہ سال میں نئے کورسز کو نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کا قیام PVTC کے قانون مجریہ 1998 کے تحت عمل میں لایا گیا۔ اس وقت PVTC کے زیر انتظام پنجاب بھر میں 282 ووکیشنل ٹریننگ کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ یہ ادارے پنجاب کے تمام اضلاع اور تحصیلوں میں واقع ہیں۔

(ب) PVTC کے اداروں میں پڑھنے والے زکوٰۃ کے مستحقین بچوں کو زکوٰۃ فنڈ سے 3000 روپے ماہانہ وظیفہ ملتا ہے جس میں سے وہ ادارہ کو 2500 روپے فیس کی مد میں ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام ADP کے ذریعے سالانہ مختص شدہ رقم بھی ملتی ہے۔

(ج) PVTC ووکیشنل ٹریننگ کے شعبہ میں تخصیص کا حامل ہے جبکہ ٹیوٹا ٹیکنیکل اور ووکیشنل دونوں قسم کے کورسز کرواتا ہے۔ تعداد اور معیار کے اعتبار سے PVTC ووکیشنل ٹریننگ کے شعبہ میں پنجاب کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس کے قیام کا بنیادی فلسفہ صوبہ بھر کے ان غریب بچوں / افراد کو فنی تربیت فراہم کرنا تھا جو خطِ غربت سے

نیچے ہیں اور کسی ادارہ میں جا کر فیس ادا نہیں کر سکتے لہٰذا PVTC کے تحت بنائے گئے اداروں کے ذریعے ایسے غریب بچوں / افراد کو بغیر کسی معاوضہ کے فنی تربیت فراہم کی جاتی ہے جبکہ ٹیوٹا میں پڑھنے والے بچوں کو فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ یہ باتیں ٹیوٹا اور PVTC کو ایک دوسرے سے الگ و ممتاز کرتی ہیں۔

(د) PVTC ضلع اور تحصیل کی سطح پر مقامی طلب کے مطابق افرادی قوت کی تیاری پر زور دیتا ہے۔اس میں زیرِ تربیت طلباء و طالبات خطِ غربت سے نیچے ہیں اور مقامی سطح پر ہی روزگار کا حصول چاہتے ہیں۔ تاحال PVTC ایک سو تین (103) کورسز کروا رہا ہے جس میں CBT کورسز بھی شامل ہیں۔ ٹیوٹا کے زیادہ تر کورسز ایڈوانس سطح کے ہیں اور وہ ٹیکنیکل اور ٹیکنالوجی ایجوکیشن پر زور دیتا ہے۔

حکومتِ پنجاب سکل سیکٹر کے اندر اسی سال ایک نگران ادارہ قائم کرنے جا رہی ہے جس کے ذریعہ ٹیوٹا اور PVTC کے تخصیصِ کار کو مزید واضح کیا جائے گا اور ان اداروں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنایا جائے گا۔ یہ نگران ادارہ کورسز کے حوالے سے جامع منصوبہ بندی کرے گا اور اس پر عملدرآمد بھی کرائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شاہدہ احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ج) کے حوالے سے ہے کہ ووکیشنل اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کو آپ کیسے differentiate کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ و عُشر!

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! ٹیوٹا میٹرک پاس طلباء کو لیتا ہے اور long term courses کراتا ہے اور فیس لیتا ہے جبکہ PVTC فیس نہیں لیتا بلکہ ماہانہ 2500 روپیہ متعلقہ ادارے کو جاتا ہے اور 500 روپیہ طالب علم کو بطور وظیفہ دیا جاتا ہے اور اس کے short term courses ہیں۔

جناب سپیکر! محترمہ کا سوال بالکل صحیح ہے۔ یہ دس سال سے TEVTA،PVTC اور Skills Development Council تینوں ادارے علیحدہ علیحدہ وزارتوں کے تابع چل رہے تھے۔ ان کا تھوڑا بہت فرق کے ساتھ تقریباً ایک جیسا procedure ہے۔ ہماری حکومت ان تینوں کو الحمدللہ ایک ہی ادارے اور اتھارٹی کے نیچے لانا چاہ رہے ہیں۔ اس کی سمری جاچکی ہے انشاءاللہ یہ ایک ہی اتھارٹی کے تابع ہوں گے۔

جناب سپیکر! محترمہ اصل میں جو سوال کرنا چاہ رہی تھیں وہ یہ ہے کہ یہ علیٰحدہ علیٰحدہ کیوں ہیں۔ یہ دس سال علیٰحدہ علیٰحدہ رہے ہیں اب انشاءاللہ یہ صحیح طریقے سے کام کریں گے۔

محترمہ شاہدہ احمد: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں ان سے یہ بھی پوچھوں گی کہ اسی سال جب ہمارا جو نیا سمسٹر شروع ہو گا تو کیا اسی میں اس کو merge کر دیں گے یا اس کو مزید وقت لگے گا۔

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! انشاءاللہ ایک دو ماہ کے اندر merge ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 324 محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے، منسٹر صاحب موجود نہیں ہے اس لئے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب نصیر احمد کا ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! سوال نمبر 566 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(معزز ممبر نے جناب نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں زکوٰۃ کونسلیں بحال کرنے سے متعلقہ تفصیلات

566*: جناب نصیر احمد: کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں زکوٰۃ کونسلیں کب تحلیل ہوئی تھیں؟

(ب) کیا یہ کونسلیں بحال ہو چکی ہیں اگر نہیں تو یہ زکوٰۃ کونسلیں کب تک بحال کر دی جائیں گی؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) صوبہ بھر میں زیادہ تر ضلعی زکوٰۃ کمیٹیاں مارچ2018 میں غیر فعال ہوئی تھیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے ان کمیٹیوں کی تشکیل کا عمل جلد ہی مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو کمیٹیاں مارچ2018 میں غیر فعال ہوئیں ان میں سے کتنی کمیٹیوں نے اپنے فنڈز استعمال نہیں کئے؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ پنجاب میں جو کمیٹیاں چل رہی تھیں، میں جہاں بھی گیا ہوں کسی کمیٹی نے مکمل فنڈز استعمال نہیں کئے تھے یہی بات تکلیف دہ ہے۔ان کو چھ چھ کروڑ روپیہ دیا گیا تھا۔ جب یہ بائیو میٹرک سسٹم آیا تو گھپلا ختم ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے غریب لوگوں کو فنڈز دیئے ہی نہیں بلکہ وہ lapse ہو گئے۔ ہمارے فاضل ممبر ساہیوال سے منسٹر تھے میں نے جب ساہیوال میں visit کیا تو تین کروڑ روپے ہسپتال کا فنڈ بھی استعمال نہیں ہوا۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! منسٹر صاحب جب ہمارے ساتھ تھے تو شاید یہ باتیں ان کو یاد نہیں تھیں۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر وہ پیسے استعمال نہیں کئے گئے تو مارچ سے اب تک بلکہ پانچ سے چھ ماہ تو اس حکومت کو بھی بنے ہوئے ہو گئے ہیں۔ یہ کوئی ایک کمیٹی بنا دیتے، اگر آپ کے اندر دردِ دِل تھا تو ایک کمیٹی ہی بنا دیتے۔ یہاں پر منسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر بڑی دکھ بھری داستان سنائی ہے کہ جو گورنمنٹ جانے والی تھی۔

جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ آپ نے ابھی تک کیوں کمیٹیاں نہیں بنائی۔ کیا کمیٹیاں بنانے میں بہت بڑا مسئلہ تو نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ ہماری حکومت اگست 2018 میں آئی تھی جس میں زکوٰۃ کونسل ختم ہو چکی تھی۔ زکوٰۃ کونسل کے لئے سپیکر اسمبلی نے ممبران کے نام دینے تھے جیسے ہی ممبران کے نام آئے ہم نے کونسل تشکیل دے دی۔ اس کے بعد اجلاس بلایا گیا اور ہم نے 14 اضلاع کے چیئرمین نامزد کر کے سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوا دی بقیہ ابھی process میں ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے یہ دیکھنا تھا کہ جس طریقے سے سابقہ دور میں کرپٹ چیئرمین رکھے گئے تھے ہم نے اس طریقے سے نہیں رکھنے تھے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ گریجویٹ، ریٹائرڈ آفیسرز اور علماء اکرام کو لے کر آئیں۔ انشاءاللہ بہت جلد یہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! جز (ب) میں سوال یہ تھا کہ کیا یہ کونسلیں بحال ہو چکی ہیں اگر نہیں تو یہ زکوٰۃ کونسلیں کب تک بحال کر دی جائیں گی؟ ابھی تک منسٹر صاحب کی طرف سے کمیٹیاں بنانے کی کوئی تاریخ، مہینہ یا سال نہیں بتایا جا رہا۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ یہ بڑا serious matter ہے۔ اس پر فوری توجہ دی جائے۔ آج انہوں نے یہ بتا دیا کہ چھ چھ کروڑ روپے یا چار چار کروڑ روپے جو مختلف اضلاع کے lapse ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہاں پر تو ہزاروں خواتین جو بیوہ ہیں اور ان کے علاوہ یتیم ہیں جن کا کوئی روزگار اور سہارا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ تاریخ چاہتے ہیں؟

جناب محمد طاہر پرویز: جی، بالکل۔ یہ on the floor of the House کوئی commitment دے دیں کہ فلاں ماہ میں یہ کمیٹیاں مکمل کر دیں گے۔

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ چودہ اضلاع کی کمیٹیاں تشکیل دے کر ہم سمری وزیر اعلیٰ کو بھیج چکے ہیں اور بقیہ process میں ہیں۔ ضلعی کمیٹیوں کے لئے نام ڈپٹی کمشنر کی جانب سے آتے ہیں جیسے ہی وہ check کر کے بھیجیں گے اس کے بعد انشاء اللہ فوری بن جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کوئی time line دے دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! انشاء اللہ دو تین ماہ کے اندر اندر بن جائیں گی۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! انہوں نے on the floor of the House یہ commitment دی ہے کہ یہ تین ماہ کے اندر اندر پنجاب کے تمام اضلاع کی کمیٹیاں، یونین کونسل لیول اور سٹی کونسل لیول پر کمیٹیوں کو بھی مکمل کر لیں گے۔ اگر یہ تین ماہ کے اندر اپنی commitment پوری کر دیں تو میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شاہین رضا!

محترمہ شاہین رضا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان کمیٹیوں میں خواتین کو دی جانے والی نمائندگی کے لئے 33 فیصد کوٹے کو نظر انداز تو نہیں کیا جائے گا؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! کسی صورت خواتین کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ لوکل کمیٹیوں میں بھی دو خواتین ہوتی ہیں اور ضلعی کمیٹیوں میں بھی دو خواتین ہوتی ہیں۔ ہم کسی صورت خواتین کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

سیدہ زہرا نقوی: جناب سپیکر! میں زکوٰۃ کے حوالے سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا زکوٰۃ کی تقسیم کا معیار بنایا جاتا ہے کہ ہم نے اتنے فیصد بیوہ خواتین کو دینی ہے اور اتنے فیصد مستحق طلباء میں تقسیم کی جائے گی؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا): جناب سپیکر! طریق کار یہ ہوتا ہے کہ دس ہزار کی آبادی پر جو فنڈز آتے ہیں وہ تقسیم ہوتے ہیں۔ اس سے گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے، صحت اور تعلیم کے لئے دیا جاتا ہے۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

صوبہ میں زکوٰۃ کمیٹیوں کے لئے نئے نظام متعارف کروانے سے متعلقہ تفصیلات

*36: **جناب نصیر احمد:** کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں زکوٰۃ کمیٹی کے لئے کوئی نیا نظام متعارف کرانے کی حکمت عملی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وضاحت فرمائیں؟

(ب) کیا موجودہ زکوٰۃ کمیٹیاں صوبہ بھر کی آبادیوں کی ضرویات کو پورا کرتی ہیں، اگر نہیں تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) آئین پاکستان میں 18ویں ترمیم کے بعد زکوٰۃ کا نظام صوبوں کی تحویل میں دے دیا گیا۔ صوبہ پنجاب میں فروری2018 میں صوبائی اسمبلی کی منظوری سے پنجاب زکوٰۃ و عُشر ایکٹ2018 نافذ العمل ہے۔صوبہ پنجاب میں زکوٰۃ کمیٹیاں اسی ایکٹ کے تحت بنائی جا رہی ہیں۔ کمیٹیوں کی تشکیل سے متعلق اگر نیا نظام متعارف کروانا مقصود ہوا تو معزز ایوان کی منظوری سے موجودہ ایکٹ میں مناسب ترامیم لائی جائیں گی۔

(ب) پنجاب زکوٰۃ و عُشر ایکٹ2018 کے مطابق مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی تشکیل10 ہزار نفوس پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر کسی گاؤں، دیہہ یا وارڈ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی آبادی10 ہزار نفوس سے زائد ہو تو اس صورت میں متعلقہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی اس علاقہ میں نئی کمیٹی کی تشکیل کے لئے درخواست پنجاب زکوٰۃ و عُشر کونسل کو ارسال کر سکتی ہے۔ اگر کسی علاقہ میں نئی کمیٹی کی ضرورت ہو تو حکومت قواعد و ضوابط کے مطابق وہاں نئی کمیٹی کی تشکیل کا جائزہ لے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گوجرانوالہ ڈویژن کے ہسپتالوں کو زکوٰۃ فنڈز کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

30: چودھری اشرف علی: کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں کون سے ہسپتالوں کو زکوٰۃ سے فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں؟

(ب) مذکورہ ہسپتالوں کو سال 17-2016 اور 18-2017 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) مذکورہ ہسپتال یہ رقم کن مریضوں اور اشیاء پر خرچ کرسکتے ہیں؟

(د) مذکورہ فنڈز کس اتھارٹی کی اجازت سے خرچ کئے جاتے ہیں؟

(ہ) کیا مذکورہ رقم کا آڈٹ بھی کیا جاتا ہے؟

(و) کیا مذکورہ فنڈز خرچ کرنے میں محکمہ زکوٰۃ و عُشر کے افسران سے بھی مشاورت کی جاتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں اٹھارہ ہسپتالوں کو زکوٰۃ فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویژن میں مذکورہ ہسپتالوں کو زکوٰۃ فنڈ سے سال 17-2016 میں دو کروڑ 16 لاکھ 62 ہزار 334 روپے اور سال 18-2017 میں دو کروڑ 51 لاکھ 84 ہزار 810 روپے کی رقم جاری کی گئی جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہسپتال یہ رقم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی کی منظوری سے مستحق زکوٰۃ مریضوں کے لئے حسب ذیل اشیاء پر خرچ کرسکتے ہیں اگر یہ سہولت ہسپتال میں میسر نہ ہو۔

1. ادویات مع خون
2. طبی علاج مع آپریشن
3. لیبارٹری ٹیسٹ
4. جنرل وارڈ میں بیڈ

5. مصنوعی اعضاء
6. مریض کی ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال میں منتقلی کے اخراجات
7. کمیٹی سے منظور شدہ کسی بھی دوسری آئٹم (ماسوائے نقد گرانٹ)

(د) ہسپتال میں قائم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی (اتھارٹی) کی منظوری سے فنڈز خرچ کئے جاتے ہیں۔ جس کے ارکان درج ذیل ہیں:

1. میڈیکل سپرنٹنڈنٹ بطور کنوینر
2. سینئر ڈاکٹر بطور ممبر
3. چیئرمین ضلع زکوٰۃ کمیٹی یا اس کا نمائندہ بطور ممبر
4. میڈیکل سوشل آفیسر بطور سیکرٹری

(ہ) ہسپتالوں کو فراہم کئے گئے فنڈز کا باقاعدہ محکمانہ انٹرنل آڈٹ اور ڈائریکٹوریٹ آف زکوٰۃ آڈٹ (آڈیٹر جنرل آف پاکستان) کی طرف سے سالانہ بنیادوں پر آڈٹ کیا جاتا ہے۔

(و) ہسپتال میں قائم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی (جو کہ زکوٰۃ فنڈ خرچ کرنے کی مجاز ہوتی ہے) میں چیئرمین ضلعی زکوٰۃ کمیٹی یا اس کا نمائندہ بطور ممبر ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی شامل ہوتے ہیں۔

گوجرانوالہ میں سال17-2016اور18-2017 میں مستحقین میں زکوٰۃ کی تقسیم سے متعلقہ تفصیلات

51:چودھری اشرف علی: کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ کو سال17-2016 اور18-2017 میں محکمہ کی طرف سے کتنی گرانٹ کس کس مد میں دی گئی، کتنی گرانٹ مستحقین میں تقسیم کی گئی اور کتنی گرانٹ تقسیم نہ ہو سکی؟

(ب) مذکورہ سالوں میں کس مد میں کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) ان میں سے کتنی درخواستوں پر امداد جاری کی گئی اور کتنی درخواستوں کو کن وجوہات کی بناء پر مسترد کر دیا گیا؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی گوجرانوالہ کو سال17-2016میں مختلف مدات میں مبلغ 15کروڑ 24لاکھ82ہزار140روپے کی گرانٹ موصول ہوئی جس میں سے 13کروڑ74لاکھ 30ہزار124روپے روپے کی گرانٹ مستحقین میں تقسیم کی گئی اور ایک کروڑ50لاکھ 52ہزار16روپے تقسیم نہ ہو سکے جبکہ سال18-2017 میں16کروڑ7لاکھ 34ہزار278روپے کی گرانٹ موصول ہوئی جس میں سے 12کروڑ78لاکھ10ہزار روپے تقسیم کئے گئے اور 3کروڑ29لاکھ24ہزار278 روپے کی گرانٹ تقسیم نہ ہو سکی۔اس کی مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع زکوٰۃ کمیٹی گوجرانوالہ کو سال17-2016کے دوران کل 2048 درخواستیں اور سال18-2017میں1854 درخواستیں مختلف مدات میں موصول ہوئیں تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع زکوٰۃ کمیٹی گوجرانوالہ کو سال17-2016میں مختلف مدات میں کل2027 درخواستوں پر زکوٰۃ فنڈز کا اجراء کیا گیا اور 21 درخواستیں نامکمل ہونے کی وجہ سے مسترد کی گئیں جبکہ سال18-2017میں1820 درخواستوں پر فنڈز کا اجراء کیا گیا اور 34درخواستیں نامکمل ہونے کی بناء پر مسترد کی گئیں۔ تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ پی پی۔57 میں منظور شدہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد اور گرانٹ سے متعلقہ تفصیلات

52:چودھری اشرف علی: کیاوزیر زکوٰۃ وعُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔57 گوجرانوالہ میں کتنی منظور شدہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں ان میں سے کتنی کمیٹیاں کب تشکیل دی گئیں اور کتنی کمیٹیاں تشکیل دینا ابھی باقی ہیں؟

(ب) مذکورہ کمیٹیوں کو سال17-2016اور18۔2017 میں کتنی گرانٹ کس کس مد میں دی گئی؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ حلقہ میں دکھی انسانیت کو ریلیف دینے کے لئے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) حلقہ پی پی۔57 گوجرانوالہ میں کل 69 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں ان میں سے 57 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 18-2017 میں تشکیل پا گئی تھیں اور 12 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل ابھی باقی ہے۔

(ب) مذکورہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو سال 17-2016 اور 18-2017 میں مندرجہ ذیل مدات میں گرانٹ دی گئی:

نام مدات	سال 17-2016	سال 18-2017
گزارہ الاؤنس	29 لاکھ 64 ہزار روپے	27 لاکھ 36 ہزار روپے
نابینا فنڈ	2 لاکھ 8 ہزار روپے	ایک لاکھ 69 ہزار روپے
سماجی بحالی فنڈ	60 ہزار روپے	ایک لاکھ 5 ہزار روپے
شادی فنڈ	ایک لاکھ 20 ہزار روپے	ایک لاکھ 80 ہزار روپے

(ج) پنجاب زکوٰۃ و عُشر ایکٹ 2018 کے مطابق مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی تشکیل 10 ہزار نفوس پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر کسی گاؤں، دیہہ یا وارڈ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی آبادی 10 ہزار نفوس سے زائد ہو تو اس صورت میں متعلقہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی اس علاقہ میں نئی کمیٹی کی تشکیل کے لئے درخواست پنجاب زکوٰۃ و عُشر کونسل کو ارسال کر سکتی ہے۔ اگر کسی علاقہ میں نئی کمیٹی کی ضرورت ہو تو محکمہ قواعد وضوابط کے مطابق وہاں نئی کمیٹی کی تشکیل کا جائزہ لے گا۔

گوجرانوالہ ڈویژن میں ووکیشنل انسٹیٹیوشنز کو زکوٰۃ فنڈ دینے سے متعلقہ تفصیلات

53: چودھری اشرف علی: کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں کون کون سے ووکیشنل انسٹیٹیوشنز زکوٰۃ فنڈ سے چلائے جا رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ اداروں کو سال17-2016اور18-2017میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) مذکورہ اداروں میں کتنے طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں؟

(د) مذکورہ اداروں کو جو فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں کیا ان کا آڈٹ بھی کروایا جاتا ہے؟

(ہ) مذکورہ اداروں کو یہ رقم کن کن مقاصد کے لئے فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں 16 ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس زکوٰۃ فنڈ سے چلائے جارہے ہیں تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویژن میں مذکورہ اداروں کو سال17-2016میں 13 کروڑ8لاکھ21ہزار روپے اور سال18-2017 میں 13 کروڑ87لاکھ89ہزار روپے جاری کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ اداروں میں کل طلباء وطالبات4166 جس میں 1810 طلباء اور2356طالبات زیر تعلیم ہیں تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ اداروں کو جاری کئے گئے فنڈز کا باقاعدہ محکمانہ انٹرنل آڈٹ اورڈائریکٹوریٹ آف زکوٰۃ آڈٹ (آڈیٹر جنرل آف پاکستان) کی طرف سے سالانہ بنیادوں پر آڈٹ کیا جاتا ہے۔

(ہ) ان اداروں میں زیر تربیت مستحق طلباء و طالبات کو مختلف ٹریڈز/ہنر سیکھنے کے لئے فی مستحق 3 ہزار روپے جس میں مبلغ 2500 روپے تعلیمی اخراجات بشمول یونیفارم، کورس کی کتب، ٹریننگ میٹریل اور 500 روپے ماہانہ وظیفہ شامل ہیں، فراہم کئے جاتے ہیں۔

صوبہ میں زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی تقرری سے متعلقہ تفصیلات

180: جناب نصیر احمد: کیاوزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیاصوبہ کے اندر دیہات کی سطح پر زکوٰۃ کمیٹیاں موجود ہیں؟

(ب) کیاان کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو مقرر کرنے کے لئے کوئی شرائط موجود ہیں؟

(ج) حکومت نئی کمیٹیاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) صوبہ پنجاب میں ہر دیہہ، محلہ اور وارڈ کی سطح پر مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں موجود ہیں۔

(ب) پنجاب زکوٰۃ و عُشر ایکٹ 2018 کے سیکشن 15 کے تحت مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقامی رہائشی ہو، بالغ مسلمان، اچھے کردار کا مالک اور معاشی طور پر مستحکم ہونے کے ساتھ ساتھ سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ رکھتا ہو۔

(ج) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار تین سال ہوتی ہے۔ موجودہ کمیٹیوں کی مدت کار ختم ہونے پر نئی مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی۔

لاہور میں روٹ پرمٹ کے بغیر چلنے والی گاڑیوں سے متعلقہ تفصیلات

245: جناب نصیر احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کے اندر کتنی گاڑیاں روٹ پرمٹ کے بغیر چل رہی ہیں؟

(ب) روٹ پرمٹ کے بغیر چلنے والی گاڑیوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن / ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے زیر انتظام چلنے والے اربن روٹوں پر بغیر روٹ پرمٹ گاڑی چلانا ممنوع ہے خلاف ورزی کی صورت میں متعلقہ گاڑی مالکان و ڈرائیور کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی گاڑیوں کی روک تھام کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا انفورسمنٹ ڈیپارٹمنٹ روزانہ کی بنیاد پر سپیشل سکواڈ کے ذریعے لاہور شہر کے مختلف علاقوں میں بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی گاڑیوں کے خلاف کریک ڈاؤن کرتا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں موقع پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ رواں سال اب تک روٹ پرمٹ کی خلاف ورزی پر 5577 گاڑیوں کے چالان اور 525 گاڑیوں کو شہر کے مختلف تھانوں میں بند کروایا گیا۔

سی این جی سلنڈر والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی سے متعلقہ تفصیلات

246: جناب نصیر احمد: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے چلنے والی گاڑیوں میں سی این جی سلنڈر لگائے جاسکتے ہیں؟

(ب) اگر ہاں تو ان کا معیار کیا ہونا چاہئے؟

(ج) اگر نہیں تو یکم جنوری 2018 سے اب تک کتنی سی این جی سلنڈر والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟

(د) سی این جی سلنڈر کے استعمال کو کس حد تک کنٹرول کیا گیا ہے؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن / ٹرانسپورٹ(چودھری ظہیر الدین):

(الف) جی ہاں! پبلک ٹرانسپورٹ میں معیاری سی این جی سلنڈر لگائے جاسکتے ہیں۔

(ب) آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی، OGRA نے اس کے معیار کا باقاعدہ ایک نوٹیفکیشن مورخہ 26.09.2013 کو جاری کیا ہے۔ جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) غیر معیاری سی این جی اور ایل پی جی سلنڈر والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے یکم جنوری 2018 سے 31۔دسمبر 2018 تک 13,286 گاڑیوں کے چالان کئے گئے اور ان گاڑیوں کے مالکان وڈرائیور حضرات کو 66,88,600 روپے جرمانہ کیا گیا۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ غیر معیاری سلنڈر والی گاڑیوں کے خلاف باقاعدگی سے کارروائی کی جاتی ہے جس میں نہ صرف سلنڈر اتروائے جاتے ہیں بلکہ مالکان / ڈرائیور حضرات کو بھاری جرمانے بھی عائد کئے جاتے ہیں جس سے غیر معیاری سلنڈروں کے استعمال میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ بہر حال یہ کارروائی آئندہ بھی جاری رکھی جائے گی۔

سال 2018 میں روٹ پرمٹ سے حاصل ہونے والی رقم سے متعلقہ تفصیلات

248: جناب نصیر احمد: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2018 اب تک کتنی گاڑیوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے؟

(ب) روٹ پرمٹ کی مد میں کتنی فیس فی گاڑی حاصل کی جاتی ہے؟

(ج) روٹ پرمٹ کی مد میں کل کتنی آمدن حاصل ہوئی؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن / ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام DRTAs اور پنجاب PTA نے سال 2018 میں کمرشل ٹرانسپورٹ کے لئے 50,010 نئے روٹ پرمٹ جاری کئے، 69,899 تجدید کئے گئے جبکہ 29,085 بین الصوبائی روٹوں کو countersign کیا گیا۔

(ب) روٹ پرمٹ حاصل کرنے والی مختلف کمرشل گاڑیوں سے ان کی Category-wise بمطابق نوٹیفکیشن فیس وصول کی جاتی ہے۔ شرح فیس کے نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یکم جنوری 2018 سے 31۔دسمبر 2018 تک نئے روٹ پرمٹ کی مد میں -/12,82,07,800 روپے، تجدید کی مد میں -/22,99,42,150 روپے، ڈوپلیکیٹ روٹ کی مد میں -/15,93,900 روپے اور countersignature کی مد میں -/11,56,07,600 روپے، یعنی کل -/47,53,51,450 روپے آمدن ہوئی۔

اوکاڑہ: پی پی 185 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے تقرر اور بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

293: چودھری افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-185 ضلع اوکاڑہ میں جنوری 2018 سے لے کر اب تک کسی بھی مستحق کو زکوٰۃ نہ دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حلقہ کی کسی بھی زکوٰۃ وعُشر کمیٹی کا چیئرمین نہ ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ حلقہ کی زکوٰۃ کمیٹیاں کب سے غیر فعال ہیں؟

(ج) سال 19-2018 میں مذکورہ حلقہ کے لئے کتنی رقم گزارہ الاؤنس اور جہیز فنڈ کے لئے مختص کی گئی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر فعال کمیٹیوں کو فعال کرنے اور مستحقین کو گزارہ الاؤنس اور جہیز فنڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) حلقہ پی پی۔185 میں جنوری تاحال گزارہ الاؤنس کے 494 مستحقین زکوٰۃ کو مبلغ 31لاکھ10ہزار روپے، شادی گرانٹ کے سات مستحقین کو ایک لاکھ40ہزار روپے اور چھ مستحقین کو سماجی بحالی کی مد میں90ہزار روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔ مذکورہ حلقے میں کل 123 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جو کہ فعال ہیں۔

(ج) پنجاب زکوٰۃ و عُشر کونسل تمام اضلاع کو آبادی کی بنیاد پر فنڈز کا اجراء کرتی ہے۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹیاں فنڈز قواعد و ضوابط کے مطابق مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی وساطت سے تقسیم کرتی ہیں۔

مزید بر آں قواعد و ضوابط کے تحت قومی و صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات کے لئے فنڈز مختص نہیں کئے جاتے۔ حلقہ پی پی۔185 میں موجود 123 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے مستحقین میں قواعد کے مطابق سال19-2018 کے دوران فنڈز کا اجراء کیا جائے گا۔

(د) مذکورہ حلقہ میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں فعال ہیں اور مستحقین کو گزارہ الاؤنس اور جہیز فنڈ کی رقم قواعد و ضوابط کے مطابق جلد ہی جاری کر دی جائے گی۔

فیصل آباد میں زکوٰۃ و عُشر کی رقم کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

296: جناب محمد طاہر پرویز: کیا وزیر زکوٰۃ و عُشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد کو سال18-2017 کے دوران کتنی رقم زکوٰۃ و عُشر کی مد میں فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء، مسکین و دیگر کس کس سکیم یا پروگرام کے تحت تقسیم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم کس کس ہسپتال کو فراہم کی گئی؟

(د) کتنی رقم کس کس این جی اوز کو فراہم کی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عُشر (جناب شوکت علی لالیکا):

(الف) ضلع فیصل آباد کو سال 18-2017 کے دوران 30 کروڑ 65 لاکھ 86 ہزار 760 روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں سال 18-2017 کے دوران 27 کروڑ 91 لاکھ 45 ہزار 83 روپے تقسیم کئے گئے جس کی مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 18-2017 کے دوران ضلع فیصل آباد کے ہسپتالوں کو فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال	رقم
1۔	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد	50لاکھ روپے
2۔	الائیڈ ہسپتال فیصل آباد	80لاکھ روپے
3۔	فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد	60لاکھ روپے
4۔	PINUM کینسر ہسپتال فیصل آباد	40لاکھ روپے
5۔	گورنمنٹ جنرل ہسپتال سمن آباد	3لاکھ 65ہزار روپے
6۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جڑانوالہ	4لاکھ 38ہزار روپے
7۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سمندری	4لاکھ 38ہزار روپے
	کل میزان:	2کروڑ 42لاکھ 41ہزار روپے

(د) کسی این جی اوز کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب گلریز افضل گوندل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب گلریز افضل گوندل!

پرائیویٹ سکولوں میں بھاری فیسوں کو کم کرنے کے لئے کمیٹی بنانے کا مطالبہ

جناب گلریز افضل گوندل: جناب سپیکر! کل یہاں پر پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں بڑی باتیں ہو رہی تھیں۔ یہاں پہلی دفعہ یہ ہو رہا تھا کہ اپوزیشن اور حکومت کی جانب سے اس مسئلہ پر سب لوگوں نے اپنی اپنی تجاویز دیں لیکن ہمارے ہاں پرائیویٹ سکولز کے یہ حالات ہیں کہ سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود وہ eyewash کی صورت میں کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر پیسے وصول کرتے رہتے ہیں۔ کہیں کسی پرائیویٹ سکول نے تھوڑی بہت فیس کم کی ہے۔ پرائیویٹ سکولز میں جہاں ایک کلاس جس میں 20 بچے تھے وہاں بچوں کی تعداد بڑھا کر 40 کر دی گئی اور سکول سٹاف بھی کم کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولز نے بچوں کے والدین کو بلا کر یہ کہا کہ اگر آپ فیسیں کم کریں گے تو ہم بچوں کی سکیورٹی ختم کر دیں گے یعنی ان کو insecure کر دیا جائے گا۔ اسی طرح کل یہ تمام باتیں یہاں پر کی گئیں لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

جناب سپیکر! ہمارے معاشرے میں آج کل کرپشن، کرپشن کا شور مچ رہا ہے، اس کرپشن کی اصل وجہ کیا ہے تو اس کی اصل وجہ یہ پرائیویٹ سکولز ہیں کیونکہ ہم جو مڈل کلاس لوگ ہیں، ہمارے گھر کا خرچہ 20 ہزار روپے، ہمارے بلز کا خرچہ 20 ہزار روپے جبکہ ہمارے بچے کی سکول فیس 40 ہزار روپے ہے۔ تمام لوگ چاہے وہ عام آدمی، سیاستدان یا کوئی بیوروکریٹ ہو ان بچوں کی وجہ سے کرپشن کرنے پر مجبور ہے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں جو اس طرف یا اس طرف بیٹھے ہیں یہ ان سب کا مشترکہ مسئلہ ہے لیکن اس مسئلے پر کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہو رہا۔ یہاں پر چاہے حکومتی ممبران یا اپوزیشن کے ممبران ہوں وہ سب باتیں ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم یہ کر دیں گے لیکن اس کے باوجود ان تمام پرائیویٹ سکولز کی کارکردگی آپ کے سامنے ہیں۔ ان سکولز نے ہمیں مختلف طبقات میں تقسیم کر دیا ہے کہ ایک بچہ audi car میں سکول آ رہا ہے جبکہ دوسرا بچہ ایک عام کار پر آ رہا ہے تو میری اپنے تمام بھائیوں سے پُرزور اپیل ہے کہ اس پر ہم ایک دن بحث کے لئے رکھیں اور unanimously اس پر ہم تمام لوگوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگ اس پر اپنا نقطہ نظر پیش کریں تاکہ ہم اس مسئلے کا کوئی خاطر خواہ حل نکال سکیں کیونکہ یہ پانچ سال بھی گزر جائیں گے تو پھر وہی باتیں ہوں گی۔

جناب شہباز احمد (پی پی۔130): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب شہباز احمد!

جناب شہباز احمد (پی پی۔130): جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ تمام پرائیویٹ سکولز کی ایک ایک کلاس میں چالیس چالیس بچے بیٹھے ہوتے ہیں اور ایک ایک بچے سے چالیس چالیس ہزار روپے فیس وصول کی جارہی ہے، ایک کلاس کی 16 لاکھ روپے فیس سکولز مالکان کو جارہی ہے اور ٹیچرز کو تنخواہوں کی مد میں 50 ہزار روپے دے رہے ہیں باقی ساڑھے پندرہ لاکھ روپے پرائیویٹ سکولز مالکان profit لے رہے ہیں تو میری گزارش ہے کہ پرائیویٹ سکولز مافیا کو کسی طریقے سے کنٹرول کیا جائے اور تمام جو شرفاء پر بوجھ ڈالا ہوا ہے اس کو کم کیا جائے کیونکہ لوگ اپنی زمینیں بیچ کر بچوں کی فیسیں دے رہے ہیں خدارا سب کو ان کے قہر سے بچایا جائے۔ بہت مہربانی

راجہ یاور کمال خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ یاور کمال خان!

راجہ یاور کمال خان: جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر نے جو تحریک پیش کی ہے ہم بھی اس کو strongly second کرتے ہیں کیونکہ یہ ہم سب کا اجتماعی مسئلہ ہے اور اس حوالے سے تعلیمی دہشت گردی ہو رہی ہے حالانکہ اس پر سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی آیا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: We honour it, if we are on the same page.

راجہ یاور کمال خان: جناب سپیکر! میری اس پر گزارش ہے کہ ہم آپ کو strongly التجا کرتے ہیں کہ اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے اس پر آپ رولنگ دیں اور وہ کمیٹی مشترکہ اپوزیشن اور حکومتی ممبران پر مشتمل ہو جو کم از کم سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں پرائیویٹ سکولز مافیا کو ہاتھ ڈال سکے اور ہماری آنے والی نسل کو سکول دہشت گردی سے بچایا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ راجہ یاور کمال خان!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بہت اچھی تجویز ہے لہٰذا اس پر کوئی ریگولیٹری اتھارٹی بنانی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ! اس پر تمام ممبران کمیٹی بنانے کی تجویز دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بھی بنائیں اور اس کو empower بھی کریں۔ ہماری گورنمنٹ نے elections کے دوران عوام سے یہ وعدہ بھی فرمایا تھا کہ ہم یہ طبقاتی نظام تعلیم ختم کریں گے تو یہ بہت اچھا کام ہے ہم تمام لوگ آپ کے ساتھ ہیں کیونکہ یہ انتہائی زیادتی ہے کہ ایک تعلیم امیروں کے لئے ہے اور ایک تعلیم غریبوں کے لئے ہے۔ آپ ہمارے ٹاٹوں والے سکول میں جائیں بلکہ آپ تو ایچی سن سکول سے پڑھ کے آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ! میں آپ کو clarify کر دوں کہ میں نے ایچی سن سے تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کہیں کسی اور اچھے سکول میں پڑھے ہوں گے لیکن اگر آپ ہمارے سکولز دیکھیں تو ان کی حالت بہت خراب ہے اور main خرابی اس وقت شروع ہوئی جب تعلیم کمرشلائزڈ ہوئی ہے تو اس پر کمیٹی بنانی چاہیے بلکہ فوری طور پر بنانی چاہیے اور سپریم کورٹ کے احکامات کے مطابق عملدرآمد ہونا چاہیے۔

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب سپیکر! ہم جب 2008 والی اسمبلی میں تھے تو اس وقت ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کا ایجنڈا یہ تھا کہ تمام تعلیمی اداروں میں uniform syllabus ہو اور اس کے نتیجے میں طبقاتی نظام کو ختم کیا جائے لہٰذا اس پر ایک دو میٹنگز بھی ہوئیں لیکن اس کا کوئی رزلٹ نہیں نکلا اور بعد میں ساری چیزیں جس طرح settled ہوئیں تو میں on the floor of the House بتانا نہیں چاہتا۔ پرائیویٹ سکولز نے اس سارے معاملے کو manage کر لیا اور سارا کام وہیں پر ٹھپ ہو گیا۔

جناب سپیکر! یہ پورے ہاؤس کی تجویز ہے اور میں آپ کو یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ایک ہائی لیول کمیٹی بنائی جائے جو تمام stakeholders اور سکولز انتظامیہ کو بلائے اور ان کے issues کو بھی address کیا جائے یہ جو ہماری پنجاب کی عوام کے issues ہیں یہ ہماری اسمبلی کا مسئلہ ہے اور نہ ہی بیوروکریٹس کا مسئلہ ہے بلکہ یہ پورے پنجاب کے لوگوں کا مسئلہ ہے۔ ہمارا جو existing school system ہے اس کی بقاء کا بھی مسئلہ ہے کیونکہ اس پر ہماری گورنمنٹ کے بہت پیسے خرچ ہو رہے ہیں اور ان کی efficiency بہتر بنانے کا مسئلہ ہے تو آپ اس پر ہاؤس کی تجویز سے ایک ہائی لیول کمیٹی بنا دیں تا کہ ہم اس میں ان تمام issues کو address کروا سکیں۔

جناب شہباز احمد (پی پی۔130): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب شہباز احمد!

جناب شہباز احمد (پی پی۔130): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ جو کمیٹی بنائی جا رہی ہے یہ کمیٹی دو ماہ میں اپنا فیصلہ کر دے کیونکہ پرائیویٹ سکولز مافیا بہت بڑا مافیا ہے اور یہ پھر بہت blackmail کرتا ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ کمیٹی کے لئے کوئی timeframe رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب شہاب الدین خان!

جناب شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں معزز ممبر جناب گلریز افضل گوندل کی بات کو second کرتے ہوئے گزارش کروں گا کہ سابقہ دور حکومت مسلم لیگ(ن) میں، میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی جو کہ پرائیویٹ سکولز اور اکیڈمیز کے بارے میں تھی۔ یہ پرائیویٹ مافیا huge fees کی مد میں سٹوڈنٹس کا استحصال کر رہا ہے تو میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا یہاں پر سابق سپیکر صاحب بھی موجود ہیں انہوں نے اس تحریک التوائے کار پر ایک کمیٹی بنائی تھی۔

جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ اسی تحریک التوائے کار کو دوبارہ take up کر لیں کیونکہ اس پر کافی میٹنگز بھی ہوئی ہیں ان میٹنگز میں VCs کو اور پرائیویٹ اکیڈمیز کو بھی بلایا گیا لیکن اس کمیٹی کی رپورٹس ہاؤس میں submit نہ ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہاب الدین خان! ان میٹنگز کا ریکارڈ منگوا لیں گے۔

جناب شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اسی تحریک التوائے کار کو دوبارہ take up کرتا ہوں۔ اس کو take up کرنے کے بعد آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں جس میں اپوزیشن اور حکومتی ممبران بھی شامل ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہاب الدین خان! جی، بالکل اس کے بارے میں کچھ کرتے ہیں۔

جناب شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری اس تحریک التوائے کار میں جو main issue تھا وہ یہ تھا کہ پرائیویٹ سکولز و اکیڈمیز میں ہمارے جنوبی پنجاب کے بچوں کا استحصال ہو رہا ہے جو کہ MCAT,ECAT اور انٹری ٹیسٹ کی صورت میں ہم پر مسلط ہوا ہے جس کی rating کا آج تک ہم تعین ہی نہیں کر سکے تو اس تحریک التوائے کار کو انشاء اللہ میں next week لاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہاب الدین خان! جی، اس کا ریکارڈ منگوا لیں گے۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری مظہر اقبال!

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! یہ بہت ایک sensitive issue ہے کیونکہ basically یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عوام کو صحت اور تعلیم کی بنیادی سہولیات فراہم کرے۔ اب جبکہ حکومت اس میں ناکام ہو گئی ہے اور اس کو fulfill نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں ساری دنیا میں ہی پرائیویٹ سیکٹر جب تک گورنمنٹ کے شانہ بشانہ نہیں آتا اُس وقت تک آپ اتنی بڑی آبادی کو cater نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ Chair کو address کریں۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ بہت بڑا subject ہے جس پر یہ تحریک لائی گئی ہے۔ چند سکول جو بڑے high profile ہیں اُن کے علاوہ mostly سکول PEF کی مدد سے چل رہے ہیں جس کے تحت وہ تعلیم دے رہے ہیں، بہت اچھے طریقے سے اپنے نتائج دے رہے ہیں اور اُن کی مانیٹرنگ بھی بہت اچھی ہے۔ چند high profile سکولز ایسے ہیں جن کی فیسیں بہت زیادہ ہیں جو ایلیٹ کلاس کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں صرف کمیٹی بنانے سے کام نہیں چلے گا۔ جیسے پچھلی گورنمنٹ نے ہیلتھ کیئر کمیشن بنایا تھا اس طرح کی کوئی اتھارٹی سکولوں کی مانیٹرنگ، functioning اور فیس سٹرکچر کو دیکھنے کے لئے جب تک نہیں بنائیں گے تب تک کمیٹی کے دائرہ اختیار میں کوئی سکول نہیں آئے گا۔

MR ACTING SPEAKER: Very relevant.

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! اس کے لئے حکومت بل لائے، اس پر ہاؤس میں بحث ہو اور اچھے طریقے سے ہم اس کو form کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد اختر کا بڑا relevant point ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب سپیکر! پچھلے دَور میں بڑا ظلم یہ ہوا کہ اپنے ہی امتحانی نظام پر عدم اعتماد کرتے ہوئے entry test کا نظام لاگو کیا گیا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ میڈیکل کالجز کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب سپیکر! میں میڈیکل کالجز کی بات کر رہا ہوں۔ جس بچے کے پاس دو اڑھائی لاکھ روپیہ نہیں ہوتا اور جو اکیڈمی afford نہیں کر سکتا وہ بے چارا ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ جب ہم ڈاکٹر بنے تھے تب غریبوں کے بچے بھی داخل ہوتے تھے لیکن آج کوئی غریب کا بچہ میڈیکل کالج میں داخل ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہمیں اپنے امتحانی نظام کو بھی re-look کرنا چاہئے اور اس entry test کے مافیا کا بھی بندوبست کرنا چاہئے۔ یہ بہت ہی important مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ واقعی بڑا مسئلہ ہے بلکہ ہمارا ڈویژن سطح پر کوٹا ہونا چاہئے۔

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب سپیکر! بالکل ڈویژن کی سطح پر کوٹا ہونا چاہئے، امتحانی نظام کو بھی improve کرنا چاہئے اور اس کے علاوہ entry test ختم ہونا چاہئے۔ جو کمیٹی بنے اُس میں یہ ایجنڈا آئٹم بھی شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن سے متعلق بات ہو رہی تھی جس پر تمام ممبر صاحبان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا لہٰذا ہمیں تمام ممبران کی رائے کا احترام ہے۔ یہاں پر consensus یہ develop ہو رہا تھا کہ اس سلسلے میں کمیٹی بنا دی جائے لیکن اگر straight away کمیٹی بنا دیں گے تو اس کمیٹی کے دس، پندرہ یا بیس ممبران ہی contribute کر سکیں گے جو ایک محدود سلسلہ ہو گا لہٰذا میری استدعا یہ ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم رواں اجلاس میں ایجوکیشن پر general discussion رکھ لیتے ہیں جس پر پورے ہاؤس کا consensus develop ہو جائے گا اور اسی دن یہ ہاؤس متفقہ طور پر ایک کمیٹی بنا دے تو گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب عبدالرحمٰن خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالرحمٰن خان: جناب سپیکر! میری یہ عرض ہے کہ سکولوں کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ ہسپتالوں پر بھی نظر رکھیں کیونکہ وہ بھی لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری عرض یہ ہے کہ سکولوں اور پرائیویٹ ہسپتالوں کو مہربانی کر کے رہائشی علاقوں سے باہر نکالا جائے۔ اُن کو گورنمنٹ کوئی علیحدہ زمین دے وہ وہاں پر سب اکٹھے سکول بنالیں اور ان کی فیسوں پر مکمل نظر ثانی کی جائے۔ اس پر فوری قانون پیش کریں اور اس کو پاس کریں تاکہ روز روز کا مسئلہ ہی ختم ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: It's not possible جی، جناب گلریز افضل گوندل! آپ نے یہ move کیا تھا اس لئے آپ بات کریں۔

جناب گلریز افضل گوندل: جناب سپیکر! ہمارے فاضل دوست نے میری اس بات کو اِدھر اُدھر، (ن) لیگ تبدیلی اور حکومت جیسی باتوں میں ٹال دیا ہے۔ اُن کو پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے کہ فیصلے کرنے والے لوگ اور ہوتے ہیں۔ ہم تو چھوٹے چھوٹے پُرزے ادھر بیٹھے ہیں جو حقیقت ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ بندے کو realistic ہونا چاہئے اس لئے میں idealistic نہیں بلکہ realistic ہوں۔ سپریم کورٹ میں بھی یہ issue چل رہا ہے لیکن اس کے کہنے کے باوجود سکولوں کی فیسیں کم نہیں ہو رہیں۔

جناب سپیکر! میری صرف یہ استدعا ہے کہ آپ کی اجازت سے ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ آپ اس mandate کو زیادہ نہ پھیلائیں بلکہ اس کو فیسوں کی حد تک رکھیں تاکہ سکولوں والے اپنی فیسیں کم کریں۔

جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ رول 187 کے تحت مجھے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پیش کریں۔

تحریک

نجی سکولوں کی جانب سے بھاری فیسیں وصول کرنے پر سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرنے کے لئے سپیشل کمیٹی کی تشکیل کا مطالبہ

جناب گلریز افضل گوندل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نجی سکولوں کی جانب سے طالب علموں سے بھاری فیسوں کی وصولی اور اس حوالے سے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کے اقدامات کا جائزہ لینے کے لئے رولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے رول 187 کے تحت ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے۔"

وزیر قانون وپارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے سپیشل کمیٹی کی بات کی ہے، کوئی اور بات تو نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں گورنمنٹ کی طرف سے already یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ اس پر general discussion رکھیں اور اسی ہاؤس سے consensus develop کر کے کمیٹی بنائیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس پر general discussion رکھ لیتے ہیں اُس کے بعد ایک کمیٹی constitute کر کے وہ اپنی دو تین مہینے کے اندر رپورٹ دے گی اس حوالے سے Ruling دے دیتے ہیں۔ اس پر میرا خیال ہے کہ unanimous بات ہو گئی ہے۔ جناب گلریز افضل گوندل! اس پر وزیر قانون نے assurance کروادی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ!

قرارداد آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی عدم موجودگی میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا تھا جو کہ وزیر قانون نے pending کروائی تھی کہ آپ آج نہ پڑھیں بلکہ ایک دن ٹھہر کر پڑھ لیں۔ اگر مجھے اجازت ہو تو وہ قرارداد میں اب پڑھ لوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھ دیں۔ اگر وزیر صاحب موجود ہیں تو جواب آجائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

"تحریک انصاف کے وزراء کی جانب سے صحافیوں کی مسلسل تضحیک معمول بن چکی ہے۔ پہلے تحریک انصاف نے قومی راہنماؤں کی پگڑیاں اچھالیں۔۔۔"

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ! اس پر ہمیں رولز suspend کرنے پڑیں گے بہر حال وزیر قانون کی بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دو دن پہلے معزز ممبر نے یہ بات کی تھی تو اُس وقت متعلقہ منسٹر یہاں پر موجود نہیں تھے جس پر میں نے اِن سے گزارش کی تھی کہ آپ یہ بات اُس وقت کریں جب متعلقہ منسٹر موجود ہوں تاکہ کم از کم وہ اپنا جواب دے سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ! یہ relevant بات ہے۔ منسٹر صاحب اس وقت نہیں ہیں کہ وہ اپنا point of view دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! اگر یہ جمع کروا دیں تو پھر وہ خود جواب دے دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہاؤس بڑا اچھا چل رہا ہے اور میں اس کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا تو میں نے پڑھی ہے۔ اگر اس کو مزید pending کرنا ہے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ! جب منسٹر صاحب ہوں گے تب آپ یہ پیش کر دیجئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس دن کا وہ ٹائم دیں میں اُس دن آ کر پڑھ دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ نے یہ جمع کروادی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے یہ جمع بھی کروائی ہوئی ہے لیکن وہ take up نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہم take up کر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سوموار کو پڑھ دوں اگر کوئی اعتراض نہ ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ! میرا point of view یہ ہے کہ:

Let the Minister be present here so that he can give the answer to you.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وفاقی وزیر کا سپریم کورٹ کے فیصلے پر ردعمل

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ سپریم کورٹ کی طرف سے پچھلے دنوں ایک فیصلہ آیا تھا کہ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو اور چیف منسٹر سندھ جناب مراد علی شاہ کے نام ای سی ایل سے نکالے جائیں جس پر فواد چودھری صاحب نے آج اپنا ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ اس پر ہماری کابینہ agree نہیں ہو رہی۔

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب سپیکر! یہ وفاق کا مسئلہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!وفاق بھی ہم اکائیوں کی وجہ سے ہے۔ یہ اکائیاں اپنے آپ کو وفاق نہیں سمجھتیں جیسے وزیر توانائی جناب محمد اختر فرما رہے ہیں کہ یہ وفاق کا مسئلہ ہے تو یہ سب سے پہلے صوبوں کا مسئلہ ہے۔ اگر ہم صوبے وفاق کے ساتھ نہیں کھڑے ہوں گے تو وفاق کہاں سے آئے گا؟ آج اگر ہم سپریم کورٹ کے فیصلوں کی منظوری بھی کابینہ سے لیں گے تو پھر وہ شفافیت کے نعرے کہاں گئے؟

جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ ایسے وزراء جو سپریم کورٹ سے بھی اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں، جو آئین سے بھی اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں اور آئین سے ہٹ کر فیصلے کرنا چاہتے ہیں تو اسی سے ماحول خراب ہوتا ہے، اسی سے ہماری سیاسی روایات کا قلع قمع ہو رہا ہے اور ہمیں اس پر کوئی measures لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہے اس ہاؤس کے اندر بھی اور قومی اسمبلی میں بھی اور میڈیا سے بھی کہ ہم سب کو چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو آئین کے تابع رکھیں۔ جب ہم اپنے آپ کو آئین سے بالاتر سمجھنے لگ جاتے ہیں اور ہم فیصلے کرنا شروع کر دیتے ہیں تو وہ پھر خرابی کا باعث بنتے ہیں۔

جناب سپیکر!جب پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف کوئی فیصلہ آئے اور کوئی JIT بن جائے تو ہمیں اس طرح discuss کیا جاتا ہے جیسے ہم مجرم ہیں۔ JIT ایک رپورٹ ہے اور اگر وہ رپورٹ کسی عدالت میں submit ہو جائے تو ایک طوفان بدتمیزی کھڑا ہو جاتا ہے۔ کوئی مرکز سے بول رہا ہوتا ہے، کوئی صوبائی نمائندہ یا spokesman "کھپ" ڈال رہا ہوتا ہے اور جب کسی عدالت سے ہمارے حق میں یا میرٹ پر کوئی فیصلہ آجائے تو اس وقت کہا جاتا ہے کہ ہماری کابینہ اس پر نہیں مان رہی۔

جناب سپیکر!میں اس بات پر شدید احتجاج کرتا ہوں، میں فواد چودھری کے روّیے پر احتجاج کرتا ہوں، میں آئین سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھنے والوں کے روّیے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں اور اس ہاؤس سے ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ احتجاجاً ٹوکن واک آؤٹ
کرتے ہوئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ نے جو بات کی ہے اس حوالے سے کاش یہ تھوڑا سا اپنے ماضی میں بھی جھانک لیتے کہ یہ وہی سپریم کورٹ ہے جس کے چیف جسٹس صاحب کی طرف سے مسلسل کہا گیا کہ سوئس بنکوں کے بارے وہاں کی حکومت کو لیٹر لکھا جائے جہاں پر billions of dollars کی کرپشن کے کیسز زرداری صاحب کے بارے میں پڑے تھے لیکن سپریم کورٹ کے مسلسل کہنے کے باوجود سپریم کورٹ کے فیصلوں کی حکم عدولی کی گئی اور یہاں تک کہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کو وزارت عظمیٰ سے ہاتھ دھونا پڑا لیکن عدالت عظمیٰ کے فیصلوں کو انہوں نے نہیں مانا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہم فیصلے نہیں مانتے بلکہ ہمیں مزید کچھ ٹائم چاہئے may be Government سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو انٹرا کورٹ اپیل میں چیلنج کرنا چاہتی ہو یا ہم اس پر مزید غور و فکر کریں کیونکہ یہ حکومت کا prerogative ہے۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہم عدالت کے فیصلے کو نہیں مانتے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ماضی کے اندر پچھلے دس سالوں میں ان دونوں بڑی جماعتوں نے جس طرح سے ایک دوسرے کی کرپشن کے اوپر پردہ ڈالا ہے وہ سب کے سامنے ہے اور اب انہیں سپریم کورٹ کا فیصلہ یاد آ گیا ہے تو سپریم کورٹ کے فیصلے سر آنکھوں پر، ہم تسلیم کرتے ہیں اور ہم انہیں مانیں گے لیکن ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے کہ اربوں کھربوں ڈالرز کی کرپشن ہوئی ہے۔ یہ بے نامی اکاؤنٹس کہ پکوڑے والے کے اکاؤنٹ سے 1.5۔ارب روپے نکل رہے ہیں، ایک سائیکل والے کے اکاؤنٹ سے 2.5۔ارب روپے نکل رہے ہیں اور ان سب کا "کُھرا" جا کر اومنی گروپ کے ساتھ ملتا ہے۔ اگر وہاں پر کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے بارے میں JIT رپورٹ کے اندر بھی ہے اور ساری چیزیں زبان زد عام ہیں تو انہیں ہم اس طرح سے نہیں

چھوڑ سکتے۔ ان کے نام ای سی ایل میں ڈالے ہیں کیونکہ ماضی میں انہوں نے ای سی ایل میں نام ہونے کے باوجود آنکھیں بند کئے رکھیں اور ائرپورٹ سے لوگوں کو بھگایا گیا اور آج وہ کھربوں روپے لے کر اس ملک سے فرار ہو چکے ہیں۔ اسحاق ڈار کو ہم اب تک واپس نہیں لا سکے تو یہ ہمارا قومی مفاد ہے۔ کرپشن کا خاتمہ سب سے بڑا مقصد ہے اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہونے جا رہا ہے کہ کوئی طاقتور، کوئی وزیر اعظم اور کوئی وزیر اعلیٰ آج behind the bar ہے۔ غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی کو لوٹنے والوں کے خلاف حکومت کی zero tolerance ہے اور جن کے نام ای سی ایل میں ہیں کسی صورت اس کے اوپر ہم کوئی دباؤ قبول نہیں کر سکتے۔ جو بے گناہ ہوں گے وہ چھوٹ جائیں گے لیکن جو گنہگار ہوں گے ان کے نام ای سی ایل سے باہر نہیں نکالے جائیں گے۔ انشاءاللہ

(اس مرحلہ پر پریس گیلری کے صحافی بھائی احتجاج ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئے)

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں صحافی بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنے اور انہیں منانے کے لئے باہر گیا تھا جہاں پر ان کی مرکزی اور صوبائی قیادت بھی تشریف لائی ہوئی تھی جس میں مختلف ٹی وی چینلز کے بھی سارے لوگ تھے۔

(اذانِ جمعہ)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! پہلے تو میں پریس گیلری کے صحافی بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ تشریف لے آئے ہیں اور باقی ساری روداد عرض کرنا میرا فرض ہے۔ وہاں پر اس وقت بے روزگاری کی کافی heat ہے جسے ہر سطح پر محسوس کیا جانا چاہئے۔ وہاں پر ایک یہ بات ہوئی ہے کہ جتنی ڈاؤن سائزنگ ہوئی ہے "وقت نیوز"، "سماء نیوز" میں بھی ہو رہی ہے اور "جیو نیوز" میں تو بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہے تو اس کے

لئے ہم یہاں اس ہاؤس میں ایک قرارداد پیش کریں گے جو کہ قرارداد مذمت ہو گی کہ بے روزگاری میں اضافہ نہ کیا جائے۔ دس سالوں میں اتنا کمایا ہے تو اب اگر تھوڑے دنوں کے لئے انہیں دے بھی دیں تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی سطح پر اپنے قائدین کو معروضات پیش کریں گے کہ وہ ان کے لئے جو کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ کریں اور جب بھی کہیں گے جہاں کہیں گے ہم ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اگر انہوں نے احتجاجی انداز میں بھی بتانا ہے تو میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کے ساتھ کھڑا ہوں گا کیونکہ یہ ہمارے ملک کے چار pillars میں سے چوتھا ستون ہے۔

جناب سپیکر! میں نے آپ کو یہی بتانا تھا کہ یہاں پر ایک قرارداد آئے گی۔ یہ بھی بات ہوئی ہے کہ دونوں طرف سے ایک اچھے اخلاقی طور طریقے کا مظاہرہ کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری اشرف علی! آپ کی absence میں ہم نے سوالات pending کئے تھے تو اُن کو لے لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں صرف ایک سیکنڈ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میاں محمود الرشید نے بات کی ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ! sixty seconds

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کرپشن کے خلاف ہمیں بھی زیرو ٹالرنس ہیں، کوئی کرپشن ہم برداشت نہیں کرتے لیکن ہم نے کرپشن کے لئے کوئی پیرامیٹرز لینے ہیں۔ سپریم کورٹ سے بڑی کون سی عدالت ہے، ہم نے کون سے فیصلے نہیں مانے؟ گیلانی صاحب کے خلاف فیصلہ آیا تو ہم نے step down کیا، گیلانی صاحب گھر گئے اور شاید میاں محمود الرشید کو پتا نہیں میرا چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ایک عدالتی قتل تھا اور گیلانی صاحب کا معاملہ آپ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر! آج تک ہمارے راجہ پرویز اشرف عدالتوں میں پیش ہو رہے ہیں، وزیراعظم ہوتے ہوئے ہم ہر روز کٹہرے میں کھڑے ہوتے تھے، ہم عوام کے بھی جوابدہ ہیں، ہم عدالتوں میں بھی جواب دہ ہیں، ہم اسمبلیوں میں بھی جواب دہ ہیں۔ خدارا احتساب اور انتقام کو اکٹھا نہ کریں، ہمارے خلاف انتقامی کارروائی ہوتی ہے اُس کو احتساب کا نام نہ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ! آپ کا point of view آ گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! احتساب ہو ہم ہر عدالت میں پیش ہونے کے لئے حاضر ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین! آپ کے سوالات ہم نے pending کئے ہوئے تھے کیونکہ چودھری ظہیر الدین ہاؤس سے absence تھے تو kindly آپ اپنے سوال پر ضمنی سوال کر لیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! معزز ممبر جناب سمیع اللہ خان بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میاں محمود الرشید نے یہاں پر ایسی بات کی ہے دو حوالوں سے اُس کا جواب دینا ضروری ہے۔ پہلا تو یہ ہے جس طرح معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ نے کہا جو پاکستان کا sensitive issue ہے کہ وفاق کا ایک جز سندھ ہے اُس کے وزیراعلیٰ کو سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود جب آپ ای سی ایل سے نہیں نکالیں گے اور پوری cabinet پرائم منسٹر کی سربراہی میں بیٹھ کر ایک فیصلہ کرے گی اور وزیر اطلاعات آکر پورے نیشنل میڈیا کے سامنے سپریم کورٹ کے اُس حکم پر عمل نہ کرنے کی پورے زور سے بات کریں گے تو ہم پاکستان کے جو چھوٹے صوبے ہیں بالخصوص اُن کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟ پہلے ہی پاکستان میں اس حوالے سے بہت سارے معاملات ہیں جب اکبر بگٹی کا واقعہ ہوا میں اس ہاؤس میں تھا اور یہاں کھڑے ہو کر اسی سائیڈ پر جہاں آج میاں محمود الرشید ہیں چونکہ ایک شخص نے مکا لہرا کر کہا تھا ہم تمہیں وہاں سے ہٹ کریں گے تمہیں پتا نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر! یہاں اس ہاؤس میں میاں محمود الرشید کی جگہ پر کھڑے ہو کر اُس وقت کے حکمرانوں نے یہ کہا کہ اکبر بگٹی کے ساتھ بالکل درست ہوا، ریکارڈ نکلوالیں، آج میاں محمود الرشید اُس جگہ پر کھڑے ہو کر بات کر رہے ہیں وہ مراد علی شاہ نہیں، وہ صوبہ سندھ ہو، بلوچستان ہو، خیبر پختونخوا ہو، پنجاب ہو ایک چھوٹے صوبے کا جس کے اندر 1970 سے احساس محرومی شدید سے شدید تر ہے یہ جو statements ہیں وہ اس وفاق کو کمزور کرتی ہیں۔

جناب سپیکر! جب آپ پنجاب کے ہاؤس میں اگر یہ پیغام چھوٹے صوبوں کو دیں گے یہاں پنجاب سے 1970 میں لاہور کی سڑکوں پر جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا ہے۔ آپ اگر تاریخ اُٹھالیں تو یہاں صرف 12 لوگوں نے مال روڈ پر احتجاج کیا تھا جب وہاں پر فوج کشی ہو رہی تھی لیکن آج میں میاں محمود الرشید کو یقین دلاتا ہوں اگر آپ چھوٹے صوبوں کو اس طرح تضحیک آمیز انداز میں بات کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کا راستہ روکیں گے، ہم چھوٹے صوبوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے، پنجاب کے اندر وہ دور گزر گیا کہ آپ اکبر بگٹی کی شہادت کے اوپر اس ہاؤس کے اندر کہیں کہ "بالکل ٹھیک ہٹ ہوا ہے۔" اب ہم کسی صوبے کے وزیراعلیٰ کو انشاء اللہ تعالیٰ ہٹ نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو انہوں نے کی بالکل اس ملک میں احتساب ہونا چاہئے لیکن 70 سال کی تاریخ تو دیکھ لیں احتساب کا ایک منترا آپ ہر دور میں استعمال کرتے ہیں اور اُس کے victim اس ملک کے سیاسی کارکن بھی ہوتے ہیں، سیاسی جماعتیں بھی ہوتی ہیں۔ بے نامی اکاؤنٹ ہونے چاہئے اور نہ ہی بے نامی جائیدادیں ہونی چاہئے ذرا علیمہ باجی کا یہ بتائیں کہ انہوں نے فائن بھرا کہ نہیں؟ اور فائن کس پراپرٹی پر ہوتا ہے انہوں نے خود مانا کہ میری بے نامی جائیداد ہے اب حوصلے سے سنیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے ایک گھنٹے کی تقریر نہیں کی۔

جناب سمیع اللہ خان: میاں محمود الرشید! میں نے آپ کی بات بڑے حوصلے سے سنی ہے یہی problem ہے ہم کہتے ہیں احتساب شروع کرو سب کا کرو۔

MR ACTING SPEAKER: Across the board.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن یہ نہیں ہے کہ پرائم منسٹر پر ایک ریفرنس ہو، یہ کہتے تھے چیخیں نکلوائیں گے پرسوں رات میں نے پی ٹی آئی کی چیخیں نکلتے دیکھی ہیں، فواد چودھری کو کیپٹل ٹاک میں دیکھیں ایک چھوٹے سے ریفرنس کے اُوپر اپنی حالت یہ ہے ہمارا لیڈر تو جس طرح معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ نے کہا ایک لیڈر کو آپ نے پھانسی چڑھا دیا، ہمارے اس وقت دونوں لیڈر جیل میں بند ہیں لیکن ان پر ہیلی کاپٹر کا ایک ریفرنس آیا ذرا وہ کلپ دیکھیں اور ان کی خیبر پختونخوا کے اندر کرپشن کی داستانیں اس حد تک گئی ہیں کہ احتساب کمیشن کو بند کرنا پڑا۔

جناب سپیکر! میں میاں محمود الرشید! اس ہاؤس میں کس کس کا ذکر کروں جن کے اوپر نیب کے کیسز ہیں آپ چلے جائیں وفاق میں پرویز خٹک صاحب کے اوپر کیس ہے کس کس کی کرپشن کا ذکر ہے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! کس issue پر بات ہو رہی ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کے اوپر یہاں باتیں ہو رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری ظہیر الدین! آپ اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کے بعد بات کریں۔ جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں برابر احتساب کریں۔

MR ACTING SPEAKER:: Across the board.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! بالکل۔ اگر مریم نواز سے منی ٹریل پوچھی جا سکتی ہے تو میں کہتا ہوں علیمہ خان سے منی ٹریل کیوں نہیں پوچھی جا سکتی فرق ایک ہے اگر خدا کی قسم علیمہ خانم کی جگہ پر اُس کے آگے علیمہ بھٹو یا علیمہ شریف لکھا ہوتا ہے تو آج یہ میڈم علیمہ جیل کے اندر ہوتیں صرف تضاد یہ ہے کہ وہاں علیمہ خانم لکھا ہے اس لئے وہ اس احتساب سے بالاتر ہے۔ بہت شکریہ

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی میاں محمود الرشید! محترمہ! مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں ایک بات کہوں گا معزز ممبر جناب سمیع خان اللہ نے یہاں پر جو صوبائی عصبیت کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے اور سندھ کارڈ جس کا ان کی لیڈر شپ بھی بارہا تذکرے کر چکی ہے اُس کو استعمال کرنے کی بات کی۔

جناب سپیکر!میں ان کی اس بات کوcondemn کرتا ہو اُن کے اس روّیے کو، ہم سارے پاکستانی ہیں۔ ہمیں کوئی ڈراوا نہ دے، سندھ کے وزیر اعلیٰ نے یا کسی سابقاوزیر اعظم نے اگر اس قوم کا کھربوں روپیہ لوٹا ہے اور لوٹ کا مال انہوں نے اپنا ذاتی مال سمجھتے ہوئے اُڑایا ہے تو اُس کو نگلنا پڑے گا،اُس کو اُگلنا پڑے گا،اُس کو حساب دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر!یہ بات کہہ کر ہمیں مت ڈرائیں کہ سندھ سے اُن کا تعلق ہے اگر اُن کا سندھ سے تعلق ہے سر آنکھوں پر لیکن سمیع اللہ کی یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ان کا لیڈر ذوالفقار علی بھٹو تھا یاان کا لیڈر نواز شریف ہے یہ پہلے اُس کا دَم بھرتے تھے اُس کی تسبیح کرتے ہیں آج یہ نواز شریف کی تسبیح پڑھتے ہیں اُس کے گُن گاتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!بات سیدھی سی ہے جب ہم احتساب کی بات کرتے ہیں،جب ہم کرپشن کے خاتمے کی بات کرتے ہیں دس سال ان دونوں بڑی پارٹیوں کے پاس تھے پانچ سال پاکستان پیپلز پارٹی سیاہ وسفید کی مالک تھی اور پانچ سال مسلم لیگ(ن)ان دس سالوں میں جتنا لوٹ سکتے تھے پاکستان کی غریب عوام کو انہوں نے لوٹا کوئی ایک مقدمہ میگا کرپشن کا کیس، ایک دوسرے کوprotect کرتے رہے ہیں۔ آج چیخیں فواد چودھری کی نہیں، چیخیں ان کے اُن جوانوں کی اور ان کے لیڈروں کی اور وزرائے اعظم کی نکل رہی ہیں آج وہbehind the bar ہیں۔آج اگر اُنہیں ہتھ کڑیاں ہیں تو اپنے کئے کی ہیں"نہ کھاندے گاجراں ناہوندی ڈھڈِ وچ پیڑ" یہ کیابات کررہے ہیں؟

جناب سپیکر!یہ سارے مقدمے جن کو یہ بھگت رہے ہیں،یہ سارےreferences عمران خان نے دائر کئے ہیں،یہ کیاپی ٹی آئی نے دائر کئے ہیں،یہ کیاہم اس میںcomplainant ہیں؟نہیں ہم نے تو ابھی آغاز نہیں کیا۔ہم نے تو درجنوں بنا کر رکھے ہوئے ہیں اور جس دن یہ دائر

ہوں گے تو انہیں چل پتا جائے گا کہ ان کی لیڈر شپ کے کیا لچھن ہیں۔ یہ غریب کا نام لے کر، جمہوریت کا نام لے کر، عوام کا نام لے کر، ووٹوں کا نام لے کر، منتخب حکومت کی بات کر کے اور کبھی سندھ کارڈ کا ڈراوادے کر، اب کوئی کارڈ نہیں چلے گا اور اب صرف پاکستان کارڈ چلے گا۔ انہوں نے پاکستان کے عوام کا جو لوٹ کا مال کھایا ہے وہ انہیں بتانا پڑے گا۔ زرداری صاحب سوئس کیسز کے اندر، سرے محل، اگر میں یہاں پر ایک بات کرتا چلوں تو بات بڑی دور تک جائے گی۔ وہ سارا کچھ قوم کے سامنے ہے، کس طرح سے یہgenerate ہوئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمود الرشید! شکریہ

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم عدلیہ کے فیصلوں کا احترام کرتے ہیں لیکن ہمیں کوئی یہ نہ ڈرائے، اس پر کوئیcompromise نہیں ہے، آج پھر یہ دونوں ایک ہیں، ایک ہی ٹرک کی سواری اور ایک دوسرے کوprotect کر رہے ہیں۔ کتنا اچھا لگ رہا ہے کہ یہ میاں صاحبان اور زرداری اور یہ دونوں خاندان بلکہ دونوں نے نہیں ان کے ساتھ باقی بھی فضل الرحمٰن صاحب بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں اور ان کے دل کی بات ان کی زبان پر آگئی کہ زرداری صاحب اس وقت اکٹھے ہوں گے جب سارے اندر چلے جائیں گے۔ سارے ڈاکو اندر ہوں گے اور سب کا یوم حساب آئے گا جس نے لوٹا ہے وہ کسی بھی پارٹی سے ہو کسی کے لئے کوئی معافی نہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ

The House is adjourned to meet on Monday the 14th January 2019 at 3:00 PM.